تعلیم وتربیت کے نظام میں انسان شناسی کی اہمیت

ڈاکٹر کوثر علی ☆[1]

علم کی شرافت اور عظمت اس کے موضوع سے سمجھی جاسکتی ہے۔ تمام علوم کا بلواسطہ اور بلاواسطہ موضوع انسان ہے لہذا کیاہی اچھاہو کہ ہم سب سے پہلے اسی موضوع کو اپنی گفتگو کا عنوان قرار دیں۔

[1] Dr. kausar Ali (Assistant prof. FHES Karachi) Department of Psychology and Value Department

علوم اور انسان کی شناخت کی اہمیت

علوم انسانی کا موضوع ہی انسان ہے اگر ہم انسان شناخت سے محروم رہے گے تو کسی بھی انسان علم کی مضبوط بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ تعلیم وتربیت و معاشیات، عمرانیات، سماجیات اور نفسیات وغیرہ ان تمام علوم کے مسائل کا محور اور مرکز انسان ہے۔ پس ضروری ہے کہ سب سے پہلے انسان شناسی کو مکمل طور پر سمجھیں اس کے بعد کی علم کی طرف صحیح طور پر بڑھا جاسکتا ہے۔

اگر ہم تعلیم وتربیت کی فلسفیانہ بنیادوں پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ شناخت انسان تعلیم و تربیت کی فلسفی بنیادوں میں سے ایک ہے۔ اسی طرح اگر ہم ارکان تعلیم وتربیت کو غور سے دیکھیں تو بھی وہاں متعلم، معلم اور والدین ارکان کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ ہر ایک نظام تعلیم وتربیت میں محور و مرکز متعلم کی سمجھا جاتا ہے کیونکہ متعلم ہی ہر قوم وملت کی تعمیر ترقی میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے اور ایک قومی، انفرادی اور اجتماعی اہداف کے حصول کی ضمانت ہوتا ہے۔

یہ ایک حقیت ہے کہ مختلف تعلیمی اداروں سے فارغ تحصیل جوان قومی وملی ومعاشرتی، اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں بے بس نظر آتے ہیں۔ جبکہ ہر روز مسائل کے بحران شدت اختیار کیے جاتے ہیں۔ جس زمانے میں ہم زندگی کر رہے ہیں اگر اسکو زمانہ بحران کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ پانی کا بحران، ہوا کا بحران، آلودگی کا بحران، صحت وسلامتی کا بحران، جنگ وجدال کا بحران، رنگ و نسل کی تمیز کا بحران، مالی بحران، امنیت کا بحران، اخلاقی بحران، بحران معنوی۔ گویا ہر گھر میں بحران، معاشرے میں بحران، پورے ملک میں بحران، پورے کرہ ارض میں بحران۔ کریں تو کیا کریں؟

یہ تمام بحران انسانوں کے پیدا کردہ ہیں لذا انسان ہی ان بحرانوں کو حل کریں۔ آیا ہماری نوجواں نسل تیار ہے کہ ان بحرانوں کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر دیکھے اور ان سے زور آزمائی کر سکے؟ اگر نہیں تو کیا ہم ایک ایسی نسل کو تیار کر سکتے ہیں جو ان تمام بحرانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتی ہو؟ ان تمام سوالات کا جواب دینے سے پہلے انسان کی اساسی شناخت کی ضرورت ہے۔ ذیل میں ہم مغربی فلسفے کی نگاہ سے "تصور کائنات" ایک اہم رکن "شناخت انسان" کا جائزہ لیں گے۔

تصور کائنات کا اہم ترین رکن

شناخت انسان تصور کائنات کا ایک اہم رکن ہے۔ اگر انسان شناسی کی تلخ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا مادی مکتب فکر نے انسان کو کس کس انداز میں سمجھنے کی کوشش کی۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب بھی تصور کائنات

کے کسی بھی بنیادی رکن کے بارے میں فلسفیانہ نگاہ بیان کی جاتی ہے تو فقط کتاب کی حد محدود نہیں رہتی بلکہ سب سے پہلے وہ تمام علوم (انسانیات اور سائنسی) کی بنیاد بنتی ہے اور پھر انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں عملی طور پر نظر آتی ہے۔

انسان کی تعریف مغربی فلاسفہ اور مفکرین کی نظر میں

ذیل میں انسان کے بارے میں مغربی فلاسفر کی آرا کو ذکر کرتے ہیں:

ذیل میں ہم مغربی فلسفے کی نگاہ سے "تصور کائنات" ایک اہم رکن "شناخت انسان" کا جائزہ لیں گے۔

شناخت انسان جہان بینی کا ایک اہم رکن ہے۔ اگر انسان شناسی کی تلخ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا مادی مکتب فکر نے انسان کو کس کس انداز میں سمجھنے کی کوشش کی۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب بھی جہان بینی کے کسی بھی بنیادی رکن کے بارے میں فلسفیانہ نگاہ بیان کی جاتی ہے تو فقط کتاب کی حد محدود نہیں رہتی بلکہ سب سے پہلے وہ تمام علوم (انسانیات اور سائنسی) کی بنیاد بنتی ہے اور پھر انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں عملی طور پر نظر آتی ہے۔ ذیل میں انسان کے بارے میں مغربی فلاسفر کی آرا کو ذکر کرتے ہیں:

فلسفہ غرب میں کی نگاہ میں انسان:

1. انسان ایک حیوان ہے جس کا نام گرگ (wolf)[2] ہے۔ انسان ابزار ساز ہے (homo faber) اور اس کے موجودہ خدوخال تکامل یافتہ ہیں۔[3]
2. فلسفہ یونان کی قد آور شخصیت، معلم اول، ارسطو نے انسان کی تعریف یوں کی ہے: "انسان حیوان ناطق ہے"[4]
3. فلسفہ غرب کے شہرہ آفاق فلسفی، دیکاٹ کا انسان "میں سوچتا ہوں پس میں ہوں"[5] میں خلاصہ ہوتا ہے۔
4. ہیوم کا انسان غزائز کے تابع ہے کہ عقل انہی غزائز کے تابع ہونی چاہیے۔[6]

---

[2] Homo homini lupus " انسان، انسان کے لیے بھیڑیا ہے: آر سیناریا کے ڈرامے کا مشہور ڈائیلاگ کہ جس کو تھامس ہابز نے اپنی کتاب citizen میں لکھا جو 1662 میں شائع کی گئی. Wikipedia

[3] Darwinism

[4]

[5] بلکہ میں ہوں اس لیے تو سوچتا ہوں،

[6] Hume David, A Treatise of Human Nature, p.256

5. کانٹ کا انسان زمان و مکان کے قید و بند میں نظر آتا ہے اور اسکے لیے اس کے لیے ماورای طبعیت کو سمجھنا ممکن نہیں،(Metaphysics is impossible) حتیٰ وہ خدا کے وجود پر عقل دلیل لانے سے قاصر ہے۔ فقط دلیل اخلاّق ی کا سہارا لے کر خدا کے وجود کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔[7]
6. نیچہ کا انسان قدرت وطاقت کا مجسمہ ہے اور کمزور کو جینے کا حق نہیں دیتا[8]
7. سارتر۔انسان ہی خدا ہے اور بہشت اسی سرزمین پر موجود ہے[9]
8. ہائیڈگر–انسان ایک مضطرب موجود[10] ہے
9. اس کے علاوہ بھی کچھ اور تعریفیں ملتی ہیں جس میں انسان کی تعریف کے لیے مختلف قسم کی اصطلاحات استعمال کی گئیں ہیں مثلاً؛انسان، تاریخ دار حیوان، ٹرجیک حیوان اور غرائز کا مجسمہ حیوان۔[11]
10. نہلیزم(Nihilism)[12] پر پہنچ کر تمام فلسفیوں کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اور وہ انسان کو بدبینی کی گہری وادی میں دھکیل دیتے ہیں۔ بدبینی کی اس وادی میں اخلاّق، مذہب، میٹافزکس، اقدار، معاشرہ، کی کوئی حیثیت نہیں، اسی کو فلسفے کے اختتام سے تعبیر کیا جاتا ہے(The End of Philosophy)۔اس دور کے بُعد اصلاً انسان کی تعریف کرنے کی ضرورت ہی نہیں اس کی کوئی ذاتی شناخت نہیں ہے اور نہ اس سے متعلق اشیا کی کوئی حیثیت ہے۔

7

8 When adecadent type of man ascended to the rand of type of man that is strong and sure of life : Sandford Encyclopedia of philosophy 1edition 2011 / Nietzsche's Moral and Political Philosophy
First published Thu Aug 26, 2004; substantive revision Wed Oct 7, 2015

9 Standford Encyclopedia of philosophy 1edition 2011/freedom as the definition of man "Woman, man and he desire to be God"

10 Sandford Encyclopedia of philosophy 1edition 2011, "who it is that Dasein is in its everydayness"

11 Sigmund SCholmo Fredu. (ولادت سے لے زندگی کے آخری مرحلے تک انسان کی تمام تر نفسیاتی مشکلات کا حل اسکی جنسی خواہش کی تسکین میں چھپا ہوا ہے۔

12 Stanford Encyclopedia of philosophy 1edition 2011

مغربی مفکرین کی آرا کا خلاصہ

ان تمام نظریات کا اگر خلاصہ کیا جائے تو انسان کی یوں تعریف کی جاسکتی ہے:

" انسان، حیواں کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جو سوچتا بھی ہے لیکن اس کی سوچنے اور پرکھنے کا دارومدار اس کی اپنی ہی ذات پر ہے۔ وہ ایک پیچیدہ ترین مادی جسم رکھتا ہے اس دنیا کے ماورای کچھ بھی نہیں۔ انسان فقط جسم مادی رکھتا ہے۔ اس انسان کا ہدف، لذت، طاقت، قدرت اور دولت ہے، طاقتور انسان کو ہی جینے کا حق ہے۔ پس وہ دنیا کے تمام تر وسائل کو بروے کار لاتے ہوئے ترقی کرنا چاہتا ہے اور اس ترقی کے نتیجے میں اپنی ذات کے منفعت، لذت، قدرت کا خواہان ہے۔"

حاصل بحث: پس انسان کی تعریف سے اس کی ذات کی شناخت، اس کے مقام اور اہداف کا تعین کیا جاتا ہے۔ اور اسی مقام اور اہداف کو حاصل کرنے کے لیے تعلیمی نصاب مرتب کی جاتا ہے۔ پس "مادی تصور کا ینات" کے نصاب تعلیم ہم اپنی نسلوں کو ذاتی منفعت، لذت، طاقت، شہرت اور مال و دولت کی دوڑ میں سرگرم کر رہے ہیں اور کسی بھی قیمت پر ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ پس "مادی جہان بنی" کا کوئی بھی تعلیم نظام انسان کی فلاح اور نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔

اب آپ کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ آپ کے اسکول اور یونیورسٹیز کے اندر آپ کو مادی تصور کا ینات پڑھائی جارہی ہے۔ تمام انسانی علوم؛ علم اقتصادیات، علم تعلیم و تربیت، سیاسیات اور علم نفسیات اور تجرباتی علوم کی بنیاد، "مادی جہان بنی" ہے۔ جس نے انسان کو شہرت، **لذت، طاقت، اور دولت** کا پیچھا کرنے کے لیے ابھار رہا ہے۔ جس کا نتیجہ جنگ و جدال ہوتا ہے۔ اور اس کی محسوس تاثیر کو زندگی کے تمام شعبوں اور نظاموں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً: خاندانی نظام، معاشرتی نظام، اخلاّق ی نظام، اقتصادی نظام، سیاسی نظام اور دینی نظام اور بالخصوص تعلیمی نظام۔

یہاں پر بعض مفکرین سوال کرتے ہیں کہ آنکھوں کو خیرہ اور عقل کو متحیر کر دینے والی ترقی انہی تعلیمی ماہرین اور مفکرین کی آرا کی مرہون منت ہے۔ آج اسی ترقی کی بدولت فاصلے سمٹ چکے ہیں اور زندگی آسان تر ہو چکی ہے اور آج دنیا آپ کی انگلیوں کے نیچے ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم یہاں پر چند سوال کریں گے۔

ترقی سے آپ کیا مراد ہے؟

اگر آپ ایک چیز کا متوازن طور پر تمام جہتوں میں آگے بڑھنے کا نام ترقی ہے؟

ترقی یعنی؛ایک چیز کی تمام جہتوں سے نشوونماہونے کے ساتھ ساتھ اس کا انسانی زندگی پر کیا مثبت اثرات ہیں؟

ہم ترقی کی یوں تعریف کرسکتے ہیں:ترقی ایک نظام مند حرکت ہے جس میں ایک چیز متوازن طور پر نشوونما پاتی ہے جس کا کرہ ارض پر موجودات بالخصوص انسانی زندگی پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

یہاں پر کچھ اور سوالات کریں گے۔

- کیااس ترقی کی بدولت انسان کی زندگی پرامن تر ہوئی ہے؟
- کیااس کی زندگی میں آرام وسکون پہلے کی نسبت زیادہ ہے؟
- کیااس ترقی کی بدولت انسان کے رشتے اور مضبوط تر ہوئے ہیں؟
- کیاانسان کا خاندانی نظام میں بہتری ہوئی ہے؟
- کیااخلاّقی اقدار کی پہلے کی نسبت زیادہ پاسداری کی جاتی ہے؟
- کیاموجودہ اقتصادی نظام عام انسان کے لیے زیادہ مفید ہے؟
- اگر ہم اپنے زمانے کو "زمانہ بحران" کہاجائے تو بے جانہ ہوگا۔

پانی کا بحران،ہوا کا بحران، آلودگی کا بحران، صحت وسلامتی کا بحران،جنگ وجدال کا بحران، ،مالی بحران،امنیت کا بحران،اخلاّق ی ومعنوی بحران۔ گویاہر گھر میں بحران، معاشرے میں بحران، پورے ملک میں بحران، پورے کرہ ارض میں بحران۔یہ تمام بحران کس کے پیدا کردہ ہیں؟ کیااسی علمی ترقی کی بے ہنگم دوڑ کے پیدا کردہ نہیں ہے؟[13]

یہ تمام بحران انسانوں کے پیدا کردہ ہیں۔ لذاانسان ہی ان بحرانوں کو حل کرنے کے لیے ایک راہ حل دے۔ وہ راہ حل ایک ایسا تعلیمی وتربیت نظام ہے جو ایسے انسان تیار کرسکے جو ان تمام بحرانوں کو حل کرسکیں۔ کیاہماری نوجواں نسل تیار ہے کہ ان بحرانوں کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر دیکھے اور ان سے زور آزمائی کرسکے؟ اگر نہیں تو کیاہم ایک ایسی نسل کو تیار کرسکتے ہیں جو ان تمام بحرانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتی ہو؟

دوسری اہم بات یہ ہے کہ بعنوان انسان ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم آئیڈیل انسانی معاشرے کے قیام کے لیے اپنا کردار اداکریں اور وہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسانوں کی عقل ترقی کی منازل طے نہ کرے۔ جب تک عقل ترقی

---

13 (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیاہے تاکہ خدااُن کواُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں[13] سورہ روم، آیت 41

نہیں کرے گی، تمام دنیا میں ظلم وفساد جاری رہے گا۔ پس جب انسان کی عقلی ترقی کرے گی تو پوری دنیا میں سے ظلم وفساد ختم ہو گا چاہے۔ اس انسانی آئیڈیل معاشرے میں انسانوں کی اس طرح سے تعلیم وتربیت کی جائے گی کہ ان کی عقلیں پوری ستر گنا بڑھ جائے گی اور دنیا سے فساد ختم ہو جائے گا۔ یہ سب ارادہ، ہمت اور کوشش سے ممکن ہو گا، نہ کسی معجزے سے۔ اور سنت الہی بھی یہی ہے۔

اس فلسفی بنیاد کی بناپر، فلسفیانہ تفکر کا ہنر عقل و فکر انسان قوی کرتا ہے اور اس کے عمل محکم اور یہ دونوں کام ایک فعل کے انتخاب میں انسان کی مدد کرتا ہے تاکہ انسان احسن فعل، احسن انداز میں انجام دے سکے. متعلم کی نگاہ، فعل کے انتخاب اور اس کی تاثیر اس دنیا تک محدود نہیں رہے گی۔

آیا اسلامی اصلی منابع میں اتنا پوٹنشل ہے کہ اس کو بنیاد بنا کر ایسے انسانوں کی تعلیم وتربیت کی جاسکے جو اہل تعقل و تفکر ہوں اور وہ ان تمام مسائل کو حل کر سکیں، چونکہ ابھی تک جو دیکھنے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان تعقل و تفکر سے کوسوں دور ہیں اور جو مسلم دنیا میں بحران ہیں وہ بھی سب کے سامنے ہیں اور بہتری کی کوئی امید بھی نہیں ہے۔

ان سب کی وجوہات

فکری فقر ہے کہ جو ہمارے مفکرین کے اذہان کے اندر پوری طرح راسخ ہو چکا ہے، وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس دنیا کی برق رفتار ترقی نے اندر کی فکری آنکھوں کو چوندہا دیا ہے لذا وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ اپنے مسلمان رہتے ہوئے اس دنیا کی تیز رفتار ترقی کو بھی ہاتھ سے نہ دے

فقر فکری: اقتصادی، غذائی، معاشرتی، سیاسی، حربی، تعلیمی، ثقافتی

انسان کامل قرآن کریم کی نگاہ میں:

انسان کامل وہ جامع انسان ہے کہ جس نے تمام الہی جمال و جلال کے تمام اوصاف اور تمام اسمائے حسنی کی تجلی ہے۔

1. **تجلیات الہی کا مرکز**(قالَ یاإبلیسُ ما مَنَعَکَ أن تَسجُدَ لِما خَلَقتُ بِیَدَیَّ) ص:75
2. **شاگرد بلاواسطہ اللہ تعالی**(وعَلَّمَ ءادَمَ الأسماءَ کُلَّها) بقرہ: 31
3. **تمام اشیا کی حقیقت اور ماہیت کا عالم**(وعَلَّمَ ءادَمَ الأسماءَ کُلَّها)

4. فرشتوں کا استاد(قالَ یــادَمُ اَنبِئہُم بِاَسمائِہِم) بقرہ: 33

5. مسجود ملائکہ(و اِذ قُلنا لِلمَلئِکَۃِ اسجُدوا لِاٰدَمَ) بقرہ: 34

6. امام مبین(و کُلَّ شَیء اَحصَینہُ فِی اِمامٍ مُبین) یسین 12

7. پرندوں کی زبان سمجھتاہے(عُلِّمنا مَنطِقَ الطَّیرِ) مزمل 16

8. عالم ملکوت کا مشاہدہ کر سکتاہے(کَذلِکَ نُری اِبرھِیمَ مَلَکوتَ السَّمـوتِ والاَرضِ) انعام 75

9. باذن اللہ،لوگوں کے احوال سے آگاہ ہے(واُنَبِّئُکُم بِما تَأکُلونَ وما تَدَّخِرونَ فِی بُیوتِکُم) آل عمران 49

10. باذن اللہ، مردوں کو زندہ کرتا ہے(واُحیِ المَوتی بِاِذنِ اللہ) آل عمران 49

11. باذن اللہ، بیماروں کو شفادیتاہے(واُبرِئُ الاَکمَہَ والاَبرَصَ) آل عمران 49

12. مادی کائنات میں دخل و تصرف کرتاہے(و اَلَنّا لَہُ الحَدید) سبا 10

13. قدرت الہی کے ذریعے وہ خلق اور ایجاد کرتاہے:(اَنّی اَخلُقُ لَکُم مِنَ الطّینِ کَھَیئَۃِ الطَّیرِ فَاَنفُخُ فیہِ فَیَکونُ طَیرًا بِاِذنِ اللہِ) آل عمران 49

14. اللہ تعالی کی حمد و ثنافقط وہی کرناجانتاہے(سُبحنَ اللہِ عَمّا یَصِفون اِلاّ عِبادَ اللہِ المُخلَصین) صافات 160

15. ذات ، صفات و افعال کے لحاظ سے وہ مقام فنافی اللہ پر فائز ہے: (وما رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ ولکِنَّ اللہَ رَمی)(اِنَّ الَّذینَ یُبایِعُونَکَ اِنَّما یُبایِعونَ اللہَ) انفال 17

16. عبودیت مطلق، انسانی سیر و سلوک کا بلندترین مرتبہ و مقام : (فَاَوحی اِلی عَبدِہِ) نجم 10

17. اللہ تعالی اور اسکے درمیان کو واسطہ نہیں (ثُمَّ دَنا فَتَدَلّی فَکانَ قابَ قَوسَینِ اَو اَدنی) نجم 9

18. ہر میدان میں سب سے آگے ہے (السّبِقونَ السّبِقون اُولئِکَ المُقَرَّبون) واقعہ 10

19. انسان کامل کی ولائت واسطہ فیض ہے دوسروں کے امور کی تدبیر اس کو دی گئی ہے «اِنَّما وَلِیُّکُمُ اللہُ ورَسولُہُ والَّذینَ ءامَنوا اَلَّذینَ یُقیمونَ الصَّلوۃَ و یُؤتونَ الزَّکوۃَ و ھُم رکِعون.» مائدہ 55

20. ولیّ خدا کے بعنوان سے اس کے پاس حقّ قانون سازی کا حق حاصل ہے: «ولِاُحِلَّ لَکُم بَعضَ الَّذی حُرِّمَ عَلَیکُم (آل عمران 50

21. حکومت اور قانون کے اجرا کا حق بھی اس کے پاس ہے :یاداودُ اِنّا جَعَلنکَ خَلیفَۃً فِی الاَرضِ فاحکُم بَینَ النّاسِ بِالحَقِّ« فاحکُم بَینَہُم بِما اَنزَلَ اللہُ» ص 26

22. موجودات میں دخل وتصرف کا حق رکھتا ہے : «فَسَخَّرنا لَهُ الرِّيحَ تَجری بِأَمرِهِ رُخاءً حَيثُ أَصاب والشَّيطينَ كُلَّ بَنّاء وغَوّاص وءاخَرينَ مُقَرَّنينَ فِى الأَصفاد.» ص 36

23. انسان کامل باذن اللہ انسانوں کی شفاعت کرنے والا ہے : «مَن ذَا الَّذی يَشفَعُ عِندَهُ اِلاّ بِاِذنِهِ) بقره 255

24. اللہ تعالی کے تقرّب کا وسیلہ :(وابتَغوا اِلَيهِ الوَسيلَةَ) مائده 35

25. اس کا قول ، فعل اور صفت میزان حق ہے:(يٰاَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا اَطيعُوا اللهَ واَطيعُوا الرَّسولَ واُولِی الأمرِ مِنكُم)نساء59

26. اس کی اطاعت اطاعت الٰہی ہے :مَن يُطِعِ الرَّسولَ فَقَد اَطاعَ اللهَ) نساء80

عرفان اسلامی اور انسان

ابن عربی نے انسان شناسی عرفان اسلامی مضبوط انداز میں پیش کیا ہے، اور اس کا تجسم نبی وولی کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ابن عربی نظر میں آفرینش کا اہم ترین اور اعلی ترین الٰہی مظہر بشر ہے اور وہ آدم اور کلمہ الہیہ کے نہیں اور اسی کو انسان کامل کہتے ہیں[14]

انسان کامل عرفانی اصطلاح ہے اور اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو اسمای الٰہی کا مظہر اَتم ہو۔ انسان کامل وہ انسان ہے جو اخلاق الٰہی سے مزین[15] ، خلقت کی علت غائی[16]، عالم ہستی کی ایجاد اور بقا کا سبب[17]، اللہ کے اسم جامع اس پر محقق ہوتا ہے[18] ، وہ حق و خلق کے درمیان واسطہ ہے[19] خلیفہ الٰہی ہے[20] کہ جس جو علم کے ذریعے سے شریعت، طریقت و حقیقت[21] کے

---

[14] محییالدین ابن عربی، فصوص الحکم، ج۱، ص۴۸، به کوشش ابوالعلاء عفیفی، بیروت، دارالکتاب العربی

[15] محیىالدين ابن عربى، الفتوحات المكية، ج۱۳، ص۱۳۰-۱۲۹، به كوشش عثمان يحيى، چ قاهره، ۱۴۱۰-۱۳۹۲ق/ ۱۹۹۰-۱۹۷۲م

[16] محیىالدين ابن عربى، فصوص الحكم، ج۱، ص۴۸، به كوشش ابوالعلاء عفيفى، بيروت، دارالكتاب العربى

[17] محیىالدين ابن عربى، الانسان الكامل، ج۱، ص۸ -۱۱، به كوشش محمود محمود غراب، دمشق، ۱۴۱۰ق/ ۱۹۹۰م

[18] حسين خوارزمى، شرح فصوص الحكم، ج۱، ص۶۱، به كوشش نجيب مايل هروى، تهران، ۱۳۶۴ش

[19] حسين خوارزمى، شرح فصوص الحكم، ج۱، ص۶۷ - ۶۸، به كوشش نجيب مايل هروى، تهران، ۱۳۶۴ش

[20] حيدر آملى، جامع الاسرار، ج۱، ص۳۵۳، به كوشش هانرى كربن و عثمان اسماعيل يحيى، تهران، ۱۳۶۸ش

[21] على جرجانى، التعريفات، ج۱، ص۳۲، قاهره، ۱۳۵۷ق/ ۱۹۳۸م.

مراحل طے کر چکا ہے، دوسرے الفاظ میں نیک اقوال، نیک افعال و نیک اخلاق اس میں کمال درجے میں پائے جاتے ہیں[22]۔ وہ ظاھر اور باطن[23] کے ذریعے سے مخلوق خدا کی راہنمائی کرتا ہے۔[24] وہ، امراض اور نفسانی و روحی آفات کو جانتا ہے[25] اور شفا دیتا ہے[26] (باذن الہی). وہ مخلوق خدا، لیکن الہی صفات سے مزین ہے[27]

اسلامی حکمت اور فلسفہ کی نگاہ میں انسان

انسان شناسی

اسلامی فلسفے کی نگاہ سے انسان بھی دوسری ماہیت کی طرح ذاتا ممکن اور فقیر ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کو وجود میں آنے کے لیے علت فاعلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی ماہیت اور اسکی تمام صفات وجود واجب کی محتاج ہیں۔ ہر لحاظ یہ ماہیت وجود کی محتاج ہے جس طرح ایک شمع کا شعلہ ہر لحظ نیا وجود حاصل کرتا ہے۔ انسان کا اپنے وجود دہندہ سے بھی رابطہ اسی طرح کا ہے۔ یعنی ہم ہر لمحے نئے وجود کو حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔

انسان جسم و روح کا حسین امتزاج

انسان جسم اور روح حسیں امتزاج ہے۔ انسان کا جسم مادی اور اس کا نفس غیر مادی ہے۔ انسانی وجود میں اصالت اسی نفسانی بعد کو حاصل ہے اور یہی بعد جاویدانگی کا حامل ہے۔ انسان کے نفس کے غیر مادی ہونے پر فلاسفہ اور حکمانے بہت ساری دلیلیں قائم کی ہیں۔

تجربی دلیل : خواب میں حقیقت کو دیکھنا، ارواح کو حاضر کرنا، مقناطیسی نیند، ریاضتیں کرنے والوں کے اعمال اور اولیا الہی کی کرامات۔ یہ سب دلیلیں ہمارے مشاہدے یا تجربہ ہیں۔ ان تمام موارد میں ہمارے بدن کی داخلت نہیں ہوتی۔

بدن کے نظم کی دلیل :

---

[22] محمد حکیم ترمذی، ختم الاولیاء، ج۱، ص۳۱۵، به کوشش عثمان اسماعیل یحیی، بیروت، ۱۹۶۵م

[23] محمدعلی تہانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ج۱، ص۷۷، به کوشش محمد وجیه و دیگران، کلکته، ۱۸۶۲م

[24] عبدالرحمان جامی، نقد النصوص، ج۱، ص۹۳-۹۲، به کوشش ویلیام چیتیک، تهران، ۱۳۷۰ش

[25] عزیزالدین نسفی، الانسان الکامل، ج۱، ص۲۵۵، به کوشش ماریژان موله، تهران، ۱۴۰۳ق/ ۱۹۸۳م

[26] محمد صدرالدین شیرازی، تفسیر القرآن الکریم، ج۴، ص۱۸۵، به کوشش محمد خواجوی، قم، ۱۳۶۱- ۱۳۶۶ش

[27] محمد صدرالدین شیرازی، تفسیر القرآن الکریم، ج۵، ص۳۲۸، به کوشش محمد خواجوی، قم، ۱۳۶۱- ۱۳۶۶ش

انسانی وجود میں تمام حرکات اور آثار کا منشا کون سی چیز ہے؟ کیا انسان کے وجود کے اندر کوئی ایسی قوت ہے جو تمام حرکات اور افعال ایک خاص ھدف کی طرف راہنمائی کرتی ہے؟

جو چیز روز روشن کی عیاں ہے وہ یہ ہے کہ ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے انسان کے وجود کے اندر ایک قوت ہے جو بدن کو ایک خاص نظم دیتی ہے اور یہ تمام حرکات اتفاقی طور پر ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم حادثے اور اتفاق کو قبول کر لیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم معلول کو قبول کر رہے ہیں لیکن علت کو قبول نہیں کر رہے۔

انسانی جسم کے اندر سینکڑوں نظام ہیں اور ہر ایک نظام تعجب آور ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ مادہ اور مادی چیز ان تمام نظاموں کی حرکات کی پیدائش کا منشا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مادہ کو کیونکہ اگر مادہ کا فلسفی معنا یعنی قابلیت محض مراد ہو تع، تو قابلیت منشأ اثر نہیں ہو سکتی؛ یہ فقط اثر کو قبول کرے گا۔ اگر «مادہ» سے مراد مادی امر یعنی مجموع مادہ وصورت تو، ہر جسم میں یہ اثر ہونا چاہیے 28۔

اسی بنا پر ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس بدن کے ماورا ایک ایسی قوت ہونی چاہیے کہ جو نظاموں اور ان کے امور کی مدیر اور ناظم ہو تا کہ ہر نظام کے اجزا جزی طور پر اور نظام کلی طور پر ایک خاص ہدف تک پہنچ سکیں۔ اسی خاص قدرت کو فلاسفر "نفس" کہتے ہیں۔

"ہواء طلق" کا دلیل

شیخ الرئیس ابن سینا نے اپنی شہرہ آفاق فلسفی کتاب "اشارات" نفس کے تجرد دلیل کے پیش کی ہے اس دلیل کو "ہواء طلق" کے سے جانا جاتا ہے۔

من ناقابل تقسیم:

جب ہم اپنے وجود پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے میں جو وہی «من درک کنندہ» ہوں ۔ ایک امر مجرد اور غیر قابل تقسیم ہوں۔

دوسرے الفاظ میں اسک کو دو حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ اجسام کی اساسي ترین خصوصیت تقسیم پذیر ہونا ہے 29-

---

28 النفس من کتاب الشفاء، ص 13. البتہ واضح است کہ این دلیل اختصاص بہ نفس انسانی ندارد و نفس نباتی وحیوانی نیز با همین دلیل اثبات می شوند.

29 مصباح یزدی، محمد تقی، آموزش فلسفہ ج ۲، ص، ۱۶۹

ظرف ومظروف میں خاص نسبت کا ہونا :

ہمارے نفس کے وہ حالات اور صفات جو ہماری زندگی میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں اور یہ غیر مادی ہیں ادراک ، ارادہ، محبت اور علم ۔ اور یہ حالات اور صفات جس چیز سے مربوط ہوں گے یقیناوہ بھی غیر مادی ہو گا اور وہ ہمارا نفس ہے جس کو من، انا، نفس اور روح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جب کہ فلسفے کی زبان میں اسے نفس کہتے ۔[30]

بدن کی کلی تغییر :

فیزیالوجی علما کے علما کہتے ہیں کہ ہمارے بدن کے سلز تدریجاً تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سات سال سے دس سال کے عرصے ایک بدن مکمل طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ وہ شخص نہیں۔ ایسا کیوں کر ہے۔ اس لیے کہ انسان کا نفس ثابت رہتا ہے۔

اور ہر انسانی اس وحدت شخصی کے بارے میں علم رکھتا ہے۔

پس ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ نفس اور بدن میں اصالت نفس یا روح کے ساتھ ہے نہ بدن کے ساتھ اور یہ انسان کا نفس ہی تو ہے جو کمال وجودی کو حاصل کرتا ہے اور "عالم مثال" و "عالم عقل" کا سفر جاری رکھتا ہے۔

خداوند متعال کی حکمت اور عدالت پر دلیل :

انسان اپنے اعمال کی پاداش اور اجر و ثواب دوسری دنیا میں ضرور حاصل کرئے گا اور یہ انسان کی روح اور نفس ہے جو اس جزا و سزا کو وصول کرئے گا۔

تطبیق:

تعلیم و تربیت کے مراحل میں جزا و سزا کے عمل اصلی مخاطب انسان کا اصلی بعد ہونا چاہیے۔

انسان مفاہیم متعالی اور مجرد کو آسانی سے یاد کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا اصلی بعد ہی مجرد ہے پس ان مفاہیم اور نفس انسان میں تکوینی طور پر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

تعلیم و تربیت میں انسان کو ضرور متعالی مفاہیم سیکھائے جائیں تا کہ اس کا نفس راہ کمال پر گامزن ہو سکے۔

30ص ر.ک مصباح یزدی، محمد تقی، آموزش فلسفہ ج ۲، ص ۲۱۷

انسان اور فطرت الٰہی

فطرت « فطر » سے ہے اور اسکے لغوی معنا چیرنا[31]، بغیر کسی نمونہ کے ابدا و ابداع و ایجاد کرنا،[32] پیدائشی صفات و خصوصیات[33] . آفرینش و خلقت کے لیے بھی عدم کا سینہ چیرنا پڑتا ہے اسی لیے « فطرت » آفرینش اور خلقت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے.[34]

تعریف فطرت:

وجود انسان کے اندر ایک قسم کی تکوینی اور خداداد ہدایت سمجھی جاتی ہے، اور یہ ہدایت شناخت اور احساس[35] کے قلمرو کو شامل ہے۔ فطرت وہ بنیادی ترین عنصر ہے جس کی وجہ سے انسان، حیوان سے جدا سمجھا جاتا ہے جو کہ عقل ہے اور کمال مطلق کی طرف حرکت کا شدید رجحان ہے[36] .

فطرت الٰہی کا مصداق

فطرت کی دو قسمیں ہیں: **فطرت ادراکی اور فطرت گرائشی**

أ. فطرت ادراکی:

بشر کے علم و دانش کا وہ ذاتی حصہ جو فکر و عقل مربوط ہے تعلیم و تعلم کے بغیر انسان اس سے آگاہ ہے۔ اسی علم بدیہیات منطق کہتے ہیں اور ان کا تعلق « بدیہیات اولی » سے ہے یا « فطریات ». اور اسی طرح خدا اور اسکی واحدانیت کا علم اسی قلمرو می سے ہے.[37]

---

31 محمد مرتضی زبیدی، ، تاج العروس، ج۱۳، ص۳۲۵،
32 صحاح جوهری، ج۲، ص۷۸۱
33 قاموس اللغه، ذیل واژه فطر؛ اقرب الموارد ذیل واژه الفطره
34 نهایه ابن اثیر، ج۳، ص۴۵۷
35 محمد تقی مصباح یزدی، ، معارف قرآن، ص۲۶
36 عبد الله جوادی آملی، انسان پژوهی دینی، شماره ۲۳، ص۷
37 فطری بودن شناخت خدا بدین معنی است که دل انسان، با خدا آشناست و در ژرفای روح وی مایه‌ای برای شناخت آگاهانه خدا وجود دارد که قابل رشد و شکوفایی است. اما این مایه فطری در افراد عادی بگونه‌ای نیست که ایشان را بکلی بی نیاز از اندیشیدن و استدلال عقلی کند. (محمدتقی مصباح یزدی، آموزش عقاید، ص ۴۹)

ب۔ فطرت گرائشی:

فطرت گرائشی سے مراد ایسے احساسات جو پیدائش سے ہے تمام انسان کے اندر موجود تھے مثلاً؛ کمال وخدا و زیبائی کی طرف تمام انسان تمائل.[38]

ہمیں اس بات کی طرف توجہ رکھنی چاہیے کہ یہ فطری رجانات تمام زمان و مکان سے ماورا ہے اور بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل ہوتے ہے، ضعیف اور مدہم ہوسکتاہیں لیکن ختم نہیں ہوتے. یہ امکان بھی موجود ہے کہ اس تمائل اور رجان کی تطبیق میں انسان سے خطا سرزد ہو اور وہ بت کو خدا سمجھ بیٹھے اور دولت وقدرت کے حصول کو کمال سمجھتا رہے۔

مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ فطری رجانات کا ذکر کریں۔

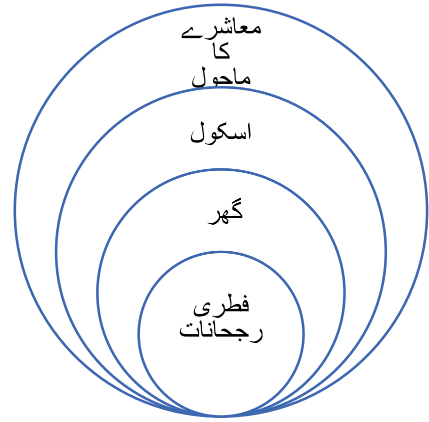
- انسان کے اندر حقیقت کی تجسس کا شدید رجان
- اعلی انسانی فضایل اور نیک کاموں کی طرف رجان، مثلاً؛ نیکی، احسان، سچائی، دوسروں تک خیر کو پہنچانا۔
- جمال و زیبائی کی ہر شکل وصورت طرف شدید تمائل، مثل گل و چمن و کوہسار کی زیبائی وھنری، (معنوی اور اخلاقی زیبائی)
- خلاقیت وجدت، ابتکار اور ایجاد کی طرف میلان.
- دین کی طرف رجان،
- پرستش اور عبادت کی طرف رجان
- حبّ ذات

اگر ایک دقیق نگاہ سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ پروردگار عالم نے انسان کے لیے ایک کچھ راستوں پہ چلنے کے لیے اس کے وجود کے اندر کچھ رجانات رکھیں انہی رجانات کی اعلی منازل کو طے کرنے کا نام انسان کی تعلیم و تربیت ہے - انسان کے اندر حقیقت کی تجسس کا شدید رجان، اعلی انسانی فضایل اور نیک کاموں کی طرف رجان، مثلاً؛ نیکی، احسان، سچائی، دوسروں تک خیر کو پہنچانا۔.جمال وزیبائی کی ہر شکل وصورت طرف شدید تمائل، مثل گل و

38 مرتضی مطہری، فطرت، ص۲۵۷-۲۶۰

چمن و کوہسار کی زیبائی وھنری، (معنوی اور اخلاقی زیبائی)، خلاقیت و جدت، ابتکار اور ایجاد کی طرف رجحان، دین کی طرف رجحان،، پرستش اور عبادت کی طرف رجحان، انہی رجحانات کی نشوونما اس نظریے کے اہداف میں سے ہیں.

فطری رجحانات کی نشوونمو کی عملی اور تدریسی شکل کچھ یوں ہو گی۔



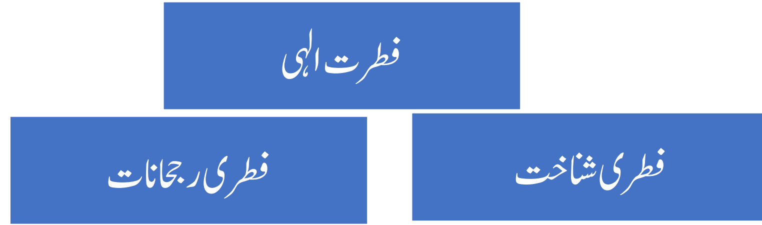
1) انسان کے اندر حقیقت کی جستجو کا شدید رجحان پایا جاتا ہے: استاد بچے کی اس طرح راہنمائی کرے کہ متعلم حقیقت و واقعیت کو پاسکے اور حقیقت اور واقعیت کے اعلی مراتب کی حرکت کر سکے۔

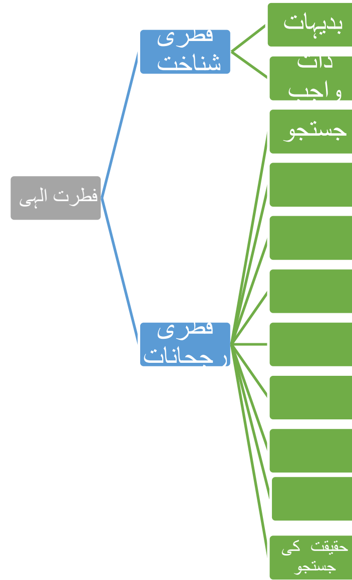
2) اعلی انسانی فضائل اور نیک کاموں کی طرف رجحان، مثلاً؛ نیکی، احسان، سچائی، دوسروں تک خیر کو پہنچانا: اسکول اور کلاس کا ماحول ایسا ہو کہ معلم، متعلم کے اس رجحان کو شدید کر سکے اور عملی صورت میں کچھ نمونہ بیان کر سکے۔

3) جمال و زیبائی کی ہر شکل و صورت طرف شدید تمائل؛ متعلم کی اسکول و کلاس کے اندر اس طرح رہنمائی ہو کہ ایسی سرگرمیاں جس سے جمال و زیبائی کے مفہوم (مثل گل و چمن و کوہسار کی زیبائی وھنری، (معنوی اور اخلاقی زیبائی) کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ، اس کا رجحان بھی شدید تر ہوتا چلا جائے۔

4) خلاقیت و جدت، ابتکار اور ایجاد کی طرف رجحان: معلم جو بھی مضمون پڑھائے وہ جدت و ابتکار و خلاقیت سے خالی نہ ہو

5) دین کی طرف رجحان،، پرستش اور عبادت کی طرف رجحان؛ اسکول کے محیط میں اس کام کے لیے معاون و مدد گار ہو۔





تطبیق:

- پس فطرت الٰہی کو تعلیم وتربیت کی بنیاد اور اساس ہے ۔ فلسفی تفکر کے ذریعے سے فطری امور کے مفاہیم کو سمجھتے ہوئے ان کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے

- تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا ہدف فطری شناختوں اور رجانات کو اس طرح پروان چڑھانا کہ انسان کمال کے راستے پر گامزن ہو سکے۔
- انسان فقط فطرت کے راستے سے ہی کمال مطلق کی طرف حرکت کر سکتا ہے۔ کمال مطلق ذات واجب ہے
- در حقیقت امور فطری انسان کے لیے تعلیم و تربیت کا نصاب ہے لہذا انسان کو کمال تک پہنچنے کے لیے انہی فطری امور کو اساس قراد دینا ہو گا۔
- تعلیم و تربیت بنیادین ترین اھداف امور فطری کی کو پروان چڑھنا ہے مثلا؛ حقیقت کی جستجو، اعلی اخلاق اور فضائل کو پروان چڑھانا اعمال صالح کو انجام دینا، کمال کی شناخت اور طلب کمال مطلق کی رجحان، زیبائي اور خوبصورتی کی طرف رجحان کی تقویت، خلاقیت وابتکار کی صلاحیت کو پروان چڑھانا شناخت دین کی طرف رجحان کو اس طرح پروان چڑھانا کہ دین حقیقی کی شناخت ممکن ہو سکے۔

اور کمال مطلق کی طرف مائل ہے

حسب فطرت و آفرینش انسان کمال کا متلاشی ہے۔ سوال یہ ہے ہر انسان ایسا کیوں چاہتا ہے؟ چونکہ وہ اپنی ذات کا محب ہے اور اسی لیے تمام کمالات کی چاہتے رکھتا ہے اور کمال کی جستجو کہیں رکنے کا نام ہی نہیں لیتی ۔ یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ یہ انسان کی کمال طلبی کے مختلف دراجات ہیں۔ مثلاً انسان علم، طاقت، حیات، مقام و مرتبہ کو شدت سے چاہتا ہے ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ ان کو کمال سمجھتا ہے۔

یہ بات بھی ضروری ذہن میں رکھنی چاہیے کہ انسان پانے تصور کائنات کے مطابق کمال کے مصداق میں اختلاف رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان ایک چیز کو کمال سمجھتا ہے جبکہ دوسرا اس کو محض خیال سمجھے۔ مثلا؛ ایک انسان طاقت کو بذاتہ کمال سمجھے جبکہ دوسرا انسان اس کو کمال تک پہنچ کا ایک زینہ سمجھے۔

انسان کے اختیاری فعل کا کمال حقیقی میں کردار

انسان ایک آزاد اور صاحب اختیار مخلوق ہے یہ آزادي اوراختيار فطر تاًخداوند متعال نے اسے دیا ہے ۔اسی اساس پر وہ علم اور عقل کی مدد سے ارادہ کرتا ہے اور اپنے امور کو انجام دیتا ہے یہی اختیاری افعال اس کے کے وجودی کمال کا معیار اور میزان ہیں اسی۔ جزاو سزا کی کسوٹی بھی یہی ہے۔ جبکہ باقی مخلوق ایسی نہیں وہ اپنے افعال کو غریز کے تحت انجام دیتے ہیں۔

انسان کے اختیار ہے کہ وہ آزادی اور اخیتار کی نعمت کو بروئے کر لاتے ہوئے از آنھا حقیقی کمال کے راسے پر گامزن ہو۔ اور سعادت ابدی کو حاصل کر سکے۔ اسی طرح انسان کے لیے اس کے برعکس بھی آزادی اور اخیتار ہے کہ وہ اس نعمت سے سوء استفادہ کرئے اور سقوط اور انحطاط کے راستے پر قدم رکھے اور درندوں سے بھی پست تر ہو جائے۔39؛

لہذاانسان کی قدروقیمت اس میں پنہاہے کہ وہ اپنے اس اخیتار کو کیسے استعمال کرتا ہے اور کون سے رستے کوانتخاب کرتا ہے40؛ اسی اختیار اور ارادہ سے انسان فقط خالق ہستی کے سامنے سربسجود ہوتے ہو، آزادی کا اعلی درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ آزادی کی قسم کی آزادی انسان کی فطرت کی نکھارتی ہے اور اس کی استعداد اور ترقی کو متوازن کرتی ہے۔

راہ کمال کی روکاٹیں

راہ کمال پر مختلف اندورنی اور بیرونی رکاوٹیں موجود ہوتی ہیں مثلاً؛ کمزوری، لالچ وطمع، ظلم وستم ، ناشکری، جہالت و نادانی، عجلت، نسیان ،کمال حقیقی کی شناخت کا نہ ہونا، اقتصادی مشکلات، معاشرتی رسم ورواج۔ مندرجہ بالا امور کمال کے راستے پر موجود چند ایک روکاٹیں ہیں۔ کبھی انسان اپنے نفس کی بات سنتاہوا اور اندرونی روکاٹوں میں خود گرفتار ہو جاتاہے اور کبھی بیرون روکاٹیں انسان کے پاوں کی زنجیر بن جاتی ہیں۔ یہاں پر ایک بہتر استاد اور راہنما کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو انسان کی اس طرح سے تربیت کرئے کے انسان ان سب روکاٹوں توڑتاہوا کمال حقیقی کی طرف بڑھ سکے۔

---

39 سورہ ی اعراف / آیت179

سورہ ی انفال / آیت22

40 سورہ ی حجرات / آیت13

انسان کی خلقت کا ہدف کمال کا حصول

انسان کی خلقت کا ہدف کمال کے آخری مرتبے تک پہنچنا ہے ۔ اسی کمال کو کمال نہائی کہاجاتا ہےاور کمال قرب خداوند متعال ہے۔ یہ امکان ہمیشہ موجود ہے کہ انسان کمال کے مصداق میں خطا کرئے مثلاً؛ انسان مادی لذّت یا عقلی رشد یا معنوی اور روحانی ترقی کو کمال نہائی سمجھتا رہے. جیسا کہ فطرت کی بحث میں اشارہ کیا تھا کہ انسان فطر تاً کمال مطلق کا طالب ہے اور اسے جستجو بھی کر تا ہے۔ ذات واجب تمام کمالات کا منبع ہے۔ پس قرب خداوند متعال تک پہنچنے کا مطلب تمام کمالات تک پہنچنا ہے۔

انسان ایسی خصوصیات کے ساتھ خلق کیا گیا ہے کہ وہ آزاد ارادہ اور علم کے ساتھ تکامل کے رستے کا انتخاب کرئے۔41؛۔ اختياري حرکت کے سائے تلے اس کے اندر فیوضات خاصّ کو درک کرنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے، اور وہ قرب الٰہی کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے یہ مقام ابدی سعادت کے ہمراہے۔ لیکن سیر اور حرکت اختیاری صورت میں انجام پائے ناچار اس کے مقابلے کوئی بھی رستہ ہوناچاہیے۔ اور وہ رستے شقاوت اور عذاب ابدي پر ختم ہو تاہے۔42

تطبیق:

اس بحث سے تعلیم وتربیت کے چند اصول اور اہدف کو اخذ کیا جاسکتا ہے

- تعلیم تربیت کا ایک بڑا خود شناسی ہے۔
- خود شناسی سے معلوم ہوا ہے کہ انسان طالب کمال ہے۔
- تعلیم وتربیت کے تمام مراحل میں کمال اور کمال مطلق کی شناخت کروانی چاہیے۔
- کمال کا حصول آزادی اور اختیار کے بغیر ممکن نہیں پس تعلیم وتربیت انسان کی آزادی کو یقینی بنائے۔
- تعلیم وتربیت انسان کے ہدف کو معین اور متعین کرنا ہے۔
- تعلیم وتربیت کا سب سے بڑا ہدف تو یہی کہ ان روکاٹوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ یہ بھی بتائے کہ ان کس طرح سے عبور کرنا ہے۔

41 ؛. سورہ ی کھف / آیہ ی29: « فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر » ، سورہ ی انسان / آیہ ی 2 « انّا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلیه فجعلناه سمیعاً بصیراً « سورہ ی انفال / آیہ ی 42 لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ «،.

42 مصباح یزدی، محمد تقی؛ مبانی واصول تعلیم وتربیت؛ http://mesbahyazdi.ir/node/824

انسان ایک معاشرتی موجود ہے

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ انسان اور حیوان کے درمیان بنیادی فرق عقل کی وجہ سے ہے لیکن انسان کے قلب میں عواطف، احساسات اور غرائز ہوتے ہیں۔ اس بنا پر اسے ضرورت ہے کہ کسی کہ وہ جس اپنے جذبات کا اظہار کر سکے اور پس نیاز اور اسکے عواطف و احساسات کی تطہیر کا عمل انجام پا سکے اور اپنے کی تسکین حاصل کر سکے۔ انسان فطری طور پر اپنے فائدے اور منافع کی چاہت رکھتا ہے اور منافع زیادہ سے زیادہ صورت میں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اپنے تمام تر ضرتوں کو تن تنہا پورا نہیں کر سکتا۔ پس انسان دوسرے انسانوں کو ملازمت[43] دیتا ہے۔ اور ناچار ایک معاشرتی گروپ میں شامل ہو جاتی ہے۔ پس یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ انسان "مدنی بالطبع" ہے۔

گوشہ نشینی سے انسان کے لیے زندگی سخت اور کبھی کبھار ناممکن بنا دیتی ہے۔ دوسرے انسان سے تعاون سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ یہ دونوں چیزین انسانی مصلحت اور خلقت کے فلسفے کے خلاف۔ بنیادی طور پر یہ انسان کی معاشرتی اور اجتماعی زندگی ہی تو مختلف کاموں کو انجام دینے کے لیے زمین کو ہموار کرتی ہے اور یہی معاشرتی زندگی انسان لیے مختلف آزمائشیں اور انتخاب کا دستر خوان بچھاتی ہے۔44

تطبیق :

- جذبات واحساسات کے اظہار کی عقلانی روش کو اختیار کرنا
- دوسروں کی آزادی کا احترام
- تعلیم وتربیت کا ہدف نیک کاموں کے لیے دوسرے کے ساتھ تعاون، باہمی احترام، آداب معاشرت، اجتماعی مسولیت کو ادا کرنا ہے۔

انسان کی زندگی اختتام ناپزیر ہے

جیسا کہ تعلیم وتربیت کی ہستی شناسی سے مربود بنیادوں ذکر ہو چکا ہے کہ انسانی زندگی کے مختلف عوالم ہیں۔ جہان مادی زندگی کا ایک مرحلہ۔ انسان کو اس زندگی کے بعد عالم برزخ اور معاد کی طرف بڑھنا ہے۔ ارادہ اور اختیار سے انجام پانے

---

43 ر۔ک طباطبائی، محمد حسین۔ قرآن در اسلام۔صفحہ76-80

44 مصباح یزدی، محمد تقی؛مبانی واصول تعلیم وتربیت؛http://mesbahyazdi.ir/node/824

والے افعال انسان کی آنے والی زندگی پر بنیادی ترین تاثیر ڈالتے ہیں۔ پس انسان اپنے تمام امور اور افعال کو انجام دینے میں بہت ہی احتیاط کرنا ہوگی۔، چونکہ جس زندگی کی طرف وہ بڑھ رہا ہے وہ ابدی زندگی ہے اور انسان احکام الٰہی کے سامنے جواب دہ ہے۔

اس دنیا میں ایک انسان کے پاس قیمتی فرصت ہوتی ہے کہ وہ اپنی فطری خودسازی کرے اور اور اپنی استعداد کو پروان چڑھائے۔ کیونکہ آنے والی زندگی میں اس کا ابدی نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اگر انسان نے اس دنیا میں کمال کو حاصل کیا اور کمال نہائی طرف بڑھا تو یقینا ابدی نعمتوں کے گھر میں ہوگا۔ بصورت دیگر، عذاب وہلاکت جاودانی اس کے انتظار میں ہیں۔

تطبیق :

تعلیم وتربیت کا ہدف یہ ہوگا کہ اس کے تعقل کو مضبوط کرے اوراس کے علم میں اضافہ کے لیے زمین کو ہموار کرے تاکہ انسان آزادی اور اختیاار کے ساتھ عمل صالح کو انجام دے اور فضائل اخلاق کو کسب کرے تاکہ آنے والی زندگی میں غرق لذات ہوسکے۔